غوث اعظم نقشبنداں، قدوۃ الابرار

حضرت خواجہ عبید اللہ احرار قدس سرہٗ العزیز

نام ونسب:

آپ کا اسم گرامی عبید اللہ بن محمود شاشی (تاشقند کا پرانا نام شاش تھا) لقب ناصر الدین اور خواجہ احرار ہے۔

احرار کی وجہ تسمیہ:

احرار ''حر'' کی جمع ہے اصطلاح طریقت میں احرار اس بندہ مومن کو کہا جاتا ہے جو حق تعالیٰ کی عبودیت میں درجہ کمال پر فائز اور اغیار کی غلامی سے آزاد ہو۔

پیدائش:

آپ تاشقند کے نواح میں واقع گاؤں ''غستان'' میں ماہ رمضان المبارک ۸۰۶ھ میں پیدا ہوئے۔ بچپن ہی سے رشد وسعادت کے آثار اور ولایت کے انوار آپ کی پیشانی مبارک سے ہویدا تھے اور ولادت کے بعد جب تک والدہ نے غسل طہور نہیں کر لیا چالیس روز تک دودھ نوش نہیں فرمایا۔

جدامجد:

آپ کے جدامجد خواجہ شہاب الدین قدس سرہ، قطب وقت تھے جب ان کا وقت آخر آیا تو اپنے پوتوں کو الوداع کہنے کے لئے بلایا حضرت خواجہ احرار اس وقت بہت کم سن تھے جب جدامجد کی خدمت میں حاضر ہوئے تو تعظیم کے طور پر کھڑے ہو گئے اور آپ کو گود میں لے کر ارشاد فرمایا کہ اس فرزند کے بارے میں مجھے بشارت نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ ہے کہ یہ پیر عالم گیر تھا اور اس سے شریعت وطریقت کو رونق ملے گی۔

علماء عصر کا اعتراف:

شغل باطنی کا غلبہ علم ظاہری کی تحصیل سے مانع رہا خواجہ فضل اللہ ابو اللیثیؒ (جو سمرقند کے اکابر علماء میں سے تھے) فرماتے تھے کہ ہم خواجہ احرار کے باطنی کمال کو نہیں جانتے مگر اتنا جانتے ہیں کہ اُنہوں نے بحسبِ ظاہر رسمی علوم سے بہت کم پڑھا تھا مگر ایسا کم ہی ہوا تھا کہ وہ تفسیر بیضاوی میں ہمارے سامنے کوئی شبہ پیش کریں اور ہم سب اس کے حل سے عاجز نہ آئے ہوں۔

علو مرتبت:

آپ کی سمرقند تشریف آوری سے ایک روز قبل حضرت خواجہ علاؤ الدین عطار قدس سرہ کے خلیفہ مولانا نظام الدینؒ نے نعرہ مارا جب نعرہ کا سبب دریافت کیا گیا تو فرمایا کہ:

'مشرق کی طرف سے ایک شخص نمودار ہوا ہے جس کا نام عبید اللہ احرار ہے اور اس نے تمام روئے زمین کو اپنی روحانیت وتصرف میں لے لیا ہے"

سمرقند میں قیام کے دوران آپ ایک روز مولانا نظام الدینؒ کے ہاں سے نکلے تو کسی بزرگ نے دریافت کیا کہ یہ جوان رعنا کون ہیں؟ مولانا نے فرمایا کہ یہ خواجہ عبید اللہ احرار ہیں عنقریب دنیا کے سلاطین کو ان سے واسطہ پڑے گا چنانچہ بادشاہ وقت سلطان ابوسعید آپ کا مرید تھا اور آپ کے نامور خلیفہ عبدالرحمٰن جامیؒ تھے۔

عام طور پر اہل اللہ ارباب اقتدار سے الگ تھلگ رہے مگر طریقہ نقشبندیہ میں اکثر مشائخ اکرام نے ارباب اقتدار سے روابط قائم کر کے سیاسی ومعاشی اصلاحات میں اہم کردار ادا کیا حضرت خواجہ عبید اللہ احرار اس طرز فکر کے سب سے نمایاں ترجمان تھے۔

سلطان ابوسعید مرزا:

ایک مرتبہ آپ نے بہت سے لوگوں کے نام کاغذ کے ٹکڑوں پر لکھے سلطان ابوسعید کا نام جس ٹکڑے پر لکھا تھا اس کو اپنی دستار میں رکھ لیا احباب نے پوچھا یہ کس شخص کا نام ہے فرمایا یہ اس شخص کا نام ہے جس کے ہم، آپ تاشقند، سمرقند اور خراسان رعایا ہوں گے اس زمانہ میں وہاں سلطان ابوسعید کا نام ونشان نہ تھا مگر چند روز بعد ہی سلطان ابوسعید مرزا کی شہرت ترکستان کی طرف بلند ہوگئی۔

جب سلطان ابوسعید مرزا نے سمرقند فتح کرنے کا ارادہ کیا تو آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور دعا کا طالب ہوا کہا کس ارادہ سے فتح کرنا چاہتے ہو اگر تقویت شریعت، ترویج دین رعایا کی خدمت کی غرض سے فتح کرنا چاہتے ہو تو جاؤ فتح تمہاری ہے اس نے کہا میری نیت یہی ہے آپ نے فرمایا اب تم پناہِ شریعت میں ہو مراد حاصل ہو جائے گی۔

شاہانہ انداز:

آپ کا پیشہ زراعت اور کاشت کاری تھا دنیاوی مال واسباب اور ظاہری امیرانہ ٹھاٹھ باٹھ بہت تھا چنانچہ گھوڑے باندھنے کی میخیں سونے چاندی کی ہوا کرتی تھیں لیکن آپ کے قلب مبارک میں ان کا بال مبارک بھی تعلق اور محبت نہ تھی اور فرمایا کرتے تھے کہ میخیں مٹی میں گاڑھی جاتی ہیں نہ کہ عارف کے دل میں۔

سلطان العشاق مولانا عبدالرحمٰن جامیؒ آپ کے ہم عصر نامور شاعر تھے پہلی مرتبہ آپ کی سواری کے جلوس میں خدام کی کثرت اور ظاہری شان وشوکت دیکھ کر شعری حس بیدار ہوئی اور یوں گویا ہوئے۔

نہ مرد است آں کہ دنیا دوست دارد

جب آپ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے تو آپ نے ارشاد فرمایا مولانا تم نے ایک مصرع کہا شعر مکمل نہیں کیا دوسرا مصرع بھی کہو مولانا جامی آپ کی مومنانہ فراست اور باطنی بصیرت سے شرمندہ ہوکر خاموش رہے چنانچہ آپ نے دوسرا مصرع کہہ کر شعر مکمل کر دیا:

نہ مرد است آں کہ دنیا دوست دارد

اگر دارد برائے دوست دارد

باطنی تصرف:

ایک روز دوران سفر آپ پر سکر کا غلبہ تھا اسی حالت میں آفتاب غروب کے قریب ہوگیا اور کسی ہمراہی کو یہ ہمت نہ ہوئی کہ آپ کو نماز عصر ادا کرنے کے لئے عرض کرے غروب آفتاب کے بعد جب آپ پر سکر کم ہوا اور آپ صحو میں آئے تو دیکھا کہ سورج غروب ہو چکا ہے اور نماز عصر قضا ہو چکی ہے اسی وقت سورج سے مخاطب ہوکر فرمایا اے آفتاب!

''ہمارے لئے پھر نکل''

چنانچہ آپ نے نماز عصر ادا کی نماز سے فراغت کے بعد سورج پھر غروب ہوگیا اور عالم میں تاریکی چھا گئی۔

ملفوظات شریفہ:

ا۔ پیر کون ہے؟

پیر وہ شخص ہے جو حضور ﷺ کی پسند و ناپسند کا خیال رکھتا ہو یعنی جس کام کو حضور اکرم ﷺ نے پسند فرمایا ہے اُس پر عمل پیرا ہو اور جس کام کو حضور اکرم ﷺ نے ناپسند فرمایا ہو اس سے مکمل اجتناب کرے اور وہ خود اور اس کی تمام خواہشات اس سے گم ہو گئی ہوں اور وہ ایسا آئینہ ہو گیا ہو جس میں سوائے حضور اکرم ﷺ کے اخلاق کے کچھ نظر نہ آئے اس مقام میں وہ صفات نبوی صاحبہا الصلوات سے متصف ہو نے کے سبب اللہ کے تصرف کا مظہر بن جاتا ہے اور تصرف الٰہی سے اصحاب استعداد کے باطن میں تصرف کرتا ہے۔

۲۔ حقائقِ غیبیہ اور غیب ذات:

ہماری زبان دل کا آئینہ ہوتی ہے دل روح کا آئینہ ہے اور روح حقیقت انسانی کا آئینہ ہے، حقیقت انسانی اللہ تعالیٰ کا آئینہ ہے، حقائق غیبیہ، غیب ذات سے دور دراز فاصلہ طے کر کے زبان پر آتے ہیں اور یہاں صورتِ لفظی قبول کر کے مستعدانِ حقائق کے کانوں میں پہنچتے ہیں۔

۳۔عزیمت:

ہر زمانہ میں رجالِ غیب صالحین میں سے اس شخص کی صحبت اختیار کرنا پسند کرتے ہیں جو عزیمت پر عمل کرتا ہے یہ گروہ رخصت سے بھاگتا ہے کیونکہ رخصت پر عمل کرنا ضعیفوں کا کام ہے ہمارے خواجگان کا طریقہ عزیمت ہے۔

۴۔لقمہ وطعام میں احتیاط:

آپ فرماتے کہ لقمہ وطعام میں احتیاط کرنا ضروریات میں سے ہے چاہئے کہ کھانا پکانے والا باوضو ہو کہ وہ شعور وآگاہی سے لکڑی چولہے پر رکھے اور آگ جلائے جس کھانے میں غصہ و پریشانی کی باتیں ظہور میں آئیں اس کھانے کو حضرت خواجہ نقشبند اویسی ؒ نہ کھاتے تھے اور فرماتے تھے کہ اس کھانے میں ظلمت ہے ہمیں اس کا کھانا جائز نہیں۔

۵۔عبادت اور عبودیت:

عبادت سے مراد یہ ہے کہ اوامر پر عمل کریں اور نواہی سے پرہیز کریں جب کہ عبودیت سے مراد اللہ تعالیٰ کے حضور ہمیشہ توجہ واقبال ہے۔

۶۔شریعت،طریقت اور حقیقت:

ظاہری احکام کا بجالانا شریعت ہے،جمعیتِ باطن میں تعمل وتکلف طریقت ہے اور جمعیت میں رسوخ حقیقت ہے۔

۷۔علم کی اقسام:

آپ نے فرمایا کہ علم کی دو اقسام ہیں۔

(۱)علم وراثت:

جو شخص اپنے علم کے مطابق عمل کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس شخص کو ایسے علم کا وارث بنا دیتا ہے جس کا اسے علم نہیں۔

(۲)علم لدنی:

علم لدنی وہ علم ہے جس سے پہلے کوئی عمل نہ ہو بلکہ بغیر کسی سابقہ عمل کے اللہ تعالیٰ محض اپنی عنایت سے بندہ مومن کو خاص علم سے نوازدے۔

۷۔اجر کی اقسام:

آپ نے فرمایا کہ علم کی مانند اجر کی بھی دو اقسام ہیں:

(۱)اجرممنون:

اجرِ ممنون وہ جو کسی عمل کے نتیجے میں نہ ہو بلکہ محض محبت و عطا ہو۔

(۲)اجرغیرممنون:

اجر غیر ممنون وہ جو کسی کے مقابلہ میں عطا ہو۔

۸۔آدابِ طریقت:

سالک کا باوضو رہنا طریقت کے آداب میں سے ہے کیونکہ دوامِ وضو سے فراخی رزق ہوتی ہے۔

۹۔اوقات کا محاسبہ:

سالک کو چاہئے سونے سے قبل اپنے اوقات کا محاسبہ کرے کہ کیسے گزرے اگر غفلت میں اوقات گزرے ہوں تو توبہ واستغفار کرے۔

۱۰۔ترکِ ادب:

ترکِ ادب کے بعد بھی سالک کے حال کا باقی رہنا خدا تعالیٰ کی خفیہ تدبیر میں سے ہے۔

۱۱۔توحید اور وحدت:

غیرحق سبحانہ سے دل کا آزاد ہونا توحید ہے اور غیر حق سبحانہ کے علم وشعور سے دل کا چھٹکارا وحدت ہے۔

وصال:

آپ کا وصال شب شنبہ ۲۹ ربیع الاول ۸۹۵ھ کو ہوا آپ کا مزار مبارک سمرقند میں ہے۔